جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اور تعمیر شخصیت کے اسلوب

Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-azhari and Rules of Characters Builing

Muhammad Safdar (M.Phil Research Scholar Faculty of Usuluddin International Islamic University Islamabad)

Muhammad Tahir (Assistant Professor Govt Boys Post Graduate College Sibi)

Email: safdarhusain282@gmail.com

Email: mtsoomro1981@gmail.com

Abstract

Allah Almighty has mercy on this ummah because he did not abandon the ummah of Muhammadiyah without a helper or a helper. Whereas prophets came one after another in previous ummahs, the chain of prophethood ended with the arrival of our beloved Prophet, but the guidance of this ummah continued.The duty of God rested on the holy servants of Allah and the perfect followers of the prophets. These perfect followers performed this duty in such a way that the complete interpretation of Fazkaruni Azkarikam is visible to them.

One of these holy servants is Ummat Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari. In 1980, the government of Pakistan awarded him the honorary title of "Star of Distinction" in recognition of his academic and Islamic services. Allah Almighty has blessed him with such abilities that his beneficiaries are playing their role in the cultivation of the country and the nation in every corner of the country. You had a lot of love and affection for teaching-

He never hesitated to teach his students in Safaru Hazra. Despite being the sun and moon of knowledge and wisdom, he always studied the

lessons, and after teaching the lessons, he emphasised the same to the students and taught them after full preparation. He had a habit of exhorting the students to pray in congregation and giving orders. Sometimes he would go around the hostel rooms and loudly tell the students to come to the congregation for prayer. You used to adopt a very effective and charming way to make the followers obey the rules of‹Sharia.

Key words:
Pir Muhammad karam shah, Characters Builing, Rules, Advices.

تمہید:

اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ پر کرم ہے کہ اس کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑا جہاں سابقہ امتوں میں پے در پے انبیاء آئے تو ہمارے پیارے نبی ﷺ کی آمد کے بعد نبوت کا سلسلہ تو بند ہو گیا لیکن اس امت کی ہدایت رہنمائی کا فریضہ اللہ کے مقدس بندوں اور انبیاء کے ان کامل متبعین کے سر ٹھہرا۔ ان کامل متبعین نے یہ فریضہ اس طرح نبھایا کہ فاذکرونی اذکرکم[1] کی مکمل تفسیر ان کے ہاں نظر آتی ہے۔ ان مقدس بندوں ایک حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ایسی صلاحیتوں سے نوازا کہ آپ کے فیض یافتگان ملک کے ہر ہر کونے میں ملک و ملت کی آبیاری میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس مقالے میں میرا بنیادی مقصد حضرت ضیاء الامت کی رجال سازی کے لئے گئے اقدامات کو بیان کرنا ہے میں یہاں سب سے پہلے آپ کا مختصر تعارف کراؤں گا پھر اپنے موضوع کی طرف بڑھوں گا۔

تعارف

حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری 21 رمضان المبارک 1336 ہجری بمطابق 1918 کو بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو الحسنات ہے۔ آپ کی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے ہوا اور آپ نے حافظ دوست محمد صاحب سے تعلیم قرآن کا آغاز کیا اور حافظ مغل صاحب اور حافظ بیگ صاحب

[1] البقرہ:2:152

سے ختم قرآن پاک تکمیل کی۔ دربار عالیہ پر بطور منشی کام کرنے والے ایک شاہ صاحب جن کا رسم الخط اچھا تھا آپ نے ان سے تختی لکھنا سیکھی۔ 1930ء میں آپ نے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔ 1936 میں آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سکول[2] میں ایک مباحثہ "بنام گوشت خور و سبزی خور میں کون افضل ہے" کا اہتمام کیا گیا جس میں اول انعام حاصل کیا۔ حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد قاسم بالاکوٹی، حضرت مولانا عبد الحمید صاحب، مولانا محمد دین بدھوی سے، حضرت مولانا غلام محمود صاحب پپلاں والی، اور ینٹیل کالج لاہور میں آپ نے شیخ محمد عربی جیسے اکابر و اجل علماء سے اکتساب علم کیا۔ حضرت علامہ نور الحق صاحب سے بیضاوی اور الکامل للمبرد پڑھیں۔ استاذ العلماء علامہ رسول خان صاحب سے ترمذی اور مسلم شریف پڑھیں۔ فاضل عربی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پورے پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ دورہ حدیث کے لیے حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے حکم پر ضلع مراد آباد حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے بخاری شریف اور دوسری کتابیں بذات خود حضرت ضیاء الامت کو پڑھائیں۔ حدیث شریف کی بقیہ کتب حضرت مولانا محمد عمر سے پڑھیں۔ ان اساتذہ نے بے حد شفقت سے آپ کو نوازا 1943 میں دورہ حدیث کیا تو آپ کے سر پر حضرت دیوان صاحب سید آل رسول علی اجمیری نے دستار بندی کی اور سند عطا فرمائی۔

1945ء میں جب بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ غازی اسلام حضرت پیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر نادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر آپ الازہر شریف لے گئے۔ قاہرہ یونیورسٹی میں ایم اے کی کلاس میں داخلہ لیا اور ایم اے کا امتحان نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا ساتھ ہی تخصص فی القضاء کے شعبہ میں بھی داخلہ لیا اور امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

تصانیف

2

ترجمۃ القران جمال کرم، تفسیر ضیاء القرآن، پیمان سر فروشی، سنت خیر الانام، ضیاء النبی، مقالات ضیاء الامت آپ کی معرکۃ الارا تصانیف میں شمار ہوتیں ہیں ان کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کو مقبولیت خاص وعام حاصل ہے۔ یہ تمام کتب ملکی وغیر ملکی لائبریوں کی زینت ہیں۔

اعتراف خدمات

حکومت پاکستان نے 1980ء میں آپ کی علمی واسلامی خدمات کے اعتراف میں "ستارہ امتیاز" کے اعزاز سے نوازا۔ مصر کے صدر حسنی مبارک نے 6 مارچ 1993ء میں دنیائے اسلام کی خدمات کے صلہ میں "نت الامتیاز" دیا۔ حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر نے 1994ء میں سیرت کے حوالے سے آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں قومی سیرت ایوارڈ کے مقابلہ میں "سند امتیاز" اعزاز دیا۔ ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے آپ کو جامعہ الازہر کا یہ سب سے بڑا اعزاز "الدائرہ الفخری" دیا۔[3]

انداز تربیت

پیر صاحب کا انداز تربیت بے مثال تھا ۔ آپ اپنے خوشہ چینوں وہ بھلے طلباء ہوں یا مرید ان کو آہستہ آہستہ درجہ کمال تک پہنچاتے تھے ۔ کسی بھی انسان کو انسان کامل بنانے کیلئے دو اشیاء درکار ہوتی ہیں ایک جسم اور دوسری روح۔ اگر جسم کی ضروریات کا خیال نہ رکھا جائے تو انسان افراد معاشرہ میں بہترین امور کی انجام دہی سے قاصر رہتا ہے اور اگر روح کو نظر انداز کر دیا جائے تو انسان باوجود مضبوط اور توانا ہو ناقص ونامکمل ہوتا ہے۔ آپ اپنے ارادتمندوں اور طلباء کی دونوں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر تربیت فرماتے تھے۔

حضرت مولانا عبید اللہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں لنگر شریف سے چائے لائی گئی تو آپ نے احباب پر نظر ڈالنے کے بعد مجھے فرمایا بیٹا پانی لاؤ۔ میں نے تعمیل حکم کی خاطر یہ نہ سوچا کے پانی کہاں سے اور کیسا لانا ہے۔ صرف یہ ذہن میں رکھتے ہوئے کہ مجھے صاف گلاس مل جائے اور پانی آپ کی خدمت میں پیش کر دوں

[3] پنجاب میں سید نعیم الدین مراد آبادی کے تلامذہ کی دینی وملی خدمات، ص155، ایم فل مقالہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

جب میں پانی لے کر آیا تو پانی گرم تھا اور مجھے اس کا احساس نہ تھا۔ آپ نے پانی چکھا اور چائے پینا شروع کر دی جب آپ احباب سے فارغ ہوئے تو آپ میرے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ میرے چند قدم اٹھانے کے بعد آپ نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور قریب آکر فرمایا۔ اپنائیت اور پیار کے ساتھ محبت بھرے لہجے میں مجھے ارشاد فرمایا بیٹا جب بھی کوئی پانی مانگے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے گرم پانی کی ہی ضرورت ہے بلکہ موسم کے مطابق پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے دوران مجلس نہ ڈانٹا اور نہ ہی یہ احساس دلایا کہ تم گرم پانی لے آئے ہو اور نہ ہی کسی اور کو پانی لینے کے لیے بھیجا کہ میری دل شکنی ہو۔[4]

☆ استاذ العلماء حافظ محمد خان نوری "حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کچھ یادیں کچھ باتیں" کے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ؛

"1957 کو جب میں حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حصول تعلیم کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا حصول تعلیم کا مقصد متعین کر لو۔ وہ مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سربلندی ہونا چاہیے۔ اگر آپ اس طرح تعلیم مکمل نہ بھی کر سکے تو آپ کا اجر ضائع نہیں ہو گا آپ کا انداز اتنا موثر تھا کہ مزید علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔"[5]

☆ آپ اپنے طلباء سے یہ فرمایا کرتے کہ "طالبعلم کو تین کاموں میں سے کسی ایک کام میں ضرور مصروف ہونا چاہیے (1) مطالعہ کرے 2) سوئے (3) کھیلے۔ مطالعہ سے عقل و ذہن روشن ہوتے ہیں۔ سونے سے راحت و سکون حاصل ہوتا ہے اور کھیلنے سے جسمانی قوتیں اور اعصاب مضبوط ہوتے ہیں۔

آپ طلباء کو اپنی اولاد سمجھتے تھے اور ان سے مشفقانہ فرماتے۔ طلباء سے کوتاہیاں ہو جایا کرتیں، قانون شکنی، حاضری اسباق میں کوتاہی جیسی غلطیاں بھی ہو جاتیں لیکن آپ کمال حوصلے کا مظاہرہ فرماتے اور ہر خطا کے بعد طلباء کو معافی و تلافی کا موقع ضرور دیتے، اسی کی تلقین کرتے ہوئے آپ اپنے جامعہ کے اساتذہ کو بھی ارشاد فرماتے کہ

---

[4] تجلیات ضیاء الامت ص 71، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

[5] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ 2009 ص 68

طلباء کے ساتھ میرے عمل کو نہ بھولنا ان کی دلجوئی کرنا اللہ کا مہمان سمجھتے ہوئے ان کی خدمت کو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ سمجھنا۔[6]

☆ آپ نے طلباء کو فرمایا کہ میں آپ کو اس بات سے منع نہیں کرتا کہ آپ وسائل تلاش نہ کرو، بہتر طریقہ کار اختیار نہ کرو لیکن میں ایک بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں جب بھی کوئی کام کرو تو اللہ کی رضا کو شامل حال رکھو۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ اگر یہ چیز تم نے بھلا دی تو تمام دنیا تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ یہ میری نصیحت ہے اسے کبھی مت بھولنا۔[7]

☆ آپ فرماتے کہ دوسروں پر الزام یا بہتان لگانے میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔ ہمیں اپنی خرابیوں اور خامیوں کا سراغ لگانا چاہیے کیوں کہ ہمارے وسائل ہمارے خلاف استعمال ہونے لگے ہیں۔ ہمیں اپنی صفوں میں انتشار پھیلانے والوں کو جاننا چاہیے۔ عزیزان گرامی ہر میدان میں قوت اور طاقت فیصلہ کن چیز ہوا کرتی ہے قوت اور طاقت کا سرچشمہ اتحاد اور اتفاق ہے۔ ہمیں آپس میں اتفاق اور اتحاد سے رہنا چاہیے اس کے بغیر ہم قابل شکست ہیں۔ بدگمانی سے بچتے ہوئے حسن

اخلاق کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔

تدریس کے ذریعے تربیت

آپ کو درس و تدریس کے ساتھ بہت عشق اور لگاؤ تھا۔ آپ نے سفر و حضر میں کبھی اپنے طلبہ کو پڑھانے میں ناغہ نہ کیا۔ علم و حکمت کے آفتاب و مہتاب ہونے کے باوجود آپ ہمیشہ اسباق کا مطالعہ کرتے اور اس کے بعد اسباق پڑھاتے طلبہ کو اسی کی تاکید فرماتے اور پوری تیاری کے بعد طلباء کو پڑھاتے۔ آپ کے اس طرز عمل نے دارالعلوم کے معیار تعلیم کو چار چاند لگا دیے۔ دوران تدریس آپ ایسے نکات بیان فرماتے جو تعمیر سیرت کے لئے ضروری

[6] جمال کرم ج 1، ص 373، مؤلف: حافظ احمد بخش، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

[7] جمال کرم ج 1، ص 388

ہوتے۔ آپ کا انداز تدریس کچھ اس طرح تھا کہ آپ کا عمل آپ کے قول کی شہادت دے رہا ہوتا تھا اسی وجہ سے آپ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ سامعین کے دلوں پر نقش ہو جاتے اور طلباء اس کے قالب میں ڈھل جاتے ۔ آپ مشکل سے مشکل بات اور پیچیدہ مسائل کو انتہائی آسان سادہ اور حسین پیرائے میں سمجھا دیا کرتے۔[8]

☆ جب آپ سبق پڑھانے میں مشغول ہوتے تو آپ کوئی نہ کوئی ایسی نصیحت ضرور فرماتے جو ظاہری اور باطنی اعمال کے اصلاح کا موجب

ہوتیں۔ طلباء کے ہفتہ وار اجلاس میں آپ کوئی نہ کوئی پر مغز باتیں ارشاد فرماتے جس سے طلباء کو نئی زندگی نصیب ہوتی۔ اگر موسم گرما یا عید کی چھٹیاں ہوتی تو پیر صاحب طلباء کو اکٹھا کر کے انہیں معاشرتی زندگی کو خوشگوار بنانے کے رہنما اصولوں سے نوازتے۔[9]

☆ جب آپ پڑھاتے تو پوری کوشش فرماتے کہ ایسی مباحث جن کا مفاہیم کتاب سے تعلق نہ ہوتا ان کے بارے میں کلام نہ فرماتے تھے۔ البتہ آپ جب محسوس کرتے کہ طلباء بات کو یاد نہ رکھ سکیں گے تو آپ طلباء کو اہم نکات یاد بھی کراتے اور مفہوم ازبر کرواتے تاکہ طلباء کرام مفہومکو سمجھتے ہوئے عین الیقین کی کیفیت سے سرشار ہو جائیں اور تحقیق کرنے کے شوقین ہو جائیں۔ بعض اوقات سماجی اور معاشرتی مسائل پر بھی کلام فرماتے۔ فرماتے کہ سماجی زندگی میں کامیابی کے لیے رفیقہ حیات کا نیک بخت اور پڑھا لکھا ہونا بھی ضروری ہے اور ساتھ یہ دعا بھی دیتے کہ اللہ تعالی آپ کو نیک بخت بیویاں عطا فرمائے آئے اور ان کو آپ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔[10]

[8] تجلیات ضیاء الامت ص30،

[9] جمال کرم ج3، ص279

[10] جمال کرم ص280ج

نصب العین کی تلقین

آپ نے فرمایا اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ سبق پڑھانے سے پہلے اس بات کا خوب مطالعہ کریں۔ مطالعہ کے بغیر سبق

پڑھانے کی عادت ختم کر دیں۔ سبق کو خود اچھی طرح سمجھیں پھر بعد میں پڑھائیں، اس میں شرم محسوس نہ کریں۔ اگر طلبہ کو کوئی مقام سمجھ نہ آئے تو اساتذہ کی طرف رجوع کریں۔ نصابی کتب کے علاوہ غیر نصابی کتب کے مطالعہ میں رکھیں۔ صوفیائے کرام کی کتابوں کا بھی مطالعہ کریں۔ ہمارے تمام علوم، معارف کا حقیقی مبارک اور سرچشمہ قرآن پاک ہے جب تک اس کو پڑھا سمجھانہ جائے گا تو باقی کوئی چیز بھی سمجھ نہ آئے گی اس کے لیے لازم ہے کہ ہمیں پوری سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اس کے معارف سے بہرہ ور ہونے کے لیے تمام۔ تعصبات سے بالاتر ہو کر اس میں غور کرنا چاہیے۔[11]

☆ حضرت ضیاء الامت مختلف طریقوں سے ورزش کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے سحری کے وقت جاگا کرو، دوڑ لگایا کرو، مختلف کھیلوں میں بھی شریک ہونے کا حکم فرماتے۔ آپ فرماتے کہ مسلسل مطالعہ سے انسانی ذہن تھک جاتا ہے اور تھکا ہوا ذہن بے کار ہتھیار کی طرح کام کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے دینی مدارس کا نصاب تعلیم اس طرح ہونا چاہیے کہ فارغ التحصیل ہونے والے علماء علوم جدیدہ سے پوری واقفیت اور حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ علوم دینیہ میں ٹھوس قابلیت رکھیں۔ سطحی قسم کے علماء الحاد اور فجور کے خوفناک سیلاب سے مقابلہ بھی نہیں کرسکتے۔ دنیا میں ایسے علماء کی ضرورت نہیں جو اسلام کی تعلیمات کی تبدیلی اور تحریف کرتے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کریں بلکہ ایسے رجال کی ضرورت ہے جو ایمانی فراست کو کام میں لاتے ہوئے حالات کو

---

[11] جمال کرم ج1، ص598

مد نظر رکھتے ہوئے لوگوں کو حلقہ اسلام کی طرف مائل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس کے لیے آپ میں علوم دینیہ میں مہارت کاملہ رکھنا ضروری ہے۔[12]

☆علوم عربیہ میں دسترس پیدا کرنے کے لئے صرف اور نحو کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ ابتدائی سالوں میں صرف و نحو پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔ ایسی کتب کا انتخاب کیا جائے جو فن کی تمام خصوصیات کی حامل اور آسان وواضح ہوں ان کی تعداد بھی زیادہ نہ ہو۔ آپ کو انگریزی، جغرافیہ، طبعیات، فلسفہ جدید، علم سیاست، علم اقتصادیات کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ اسلامی تعلیمات کو موثر طور پر پیش کرنے کے لیے ہمارا ان علوم سے روشناس ہونا از حد ضروری ہے اور یہ چیزیں کوئی نئی چیزیں نہیں ہے۔ اسلام نے جہاں عقائد باطلہ کے بتوں کو توڑا وہاں اسلام نے روز ازل سے ظالمانہ نظام معاشیات کے خاتمے پر بھی زور دیا، ساتھ ہی نظام کی بہتری کے لیے بنیادی اور عادلانہ اصطلاحات کی۔[13]

☆آپ نے فرمایا کہ مدارس میں وہی طلباء داخل کئے جائیں جو جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے والے ساتھ ساتھ اسلامی جذبہ سے بھی سرشار ہوں۔ ایک طالب علم کو ابتدا سے آخر تک اپنی تعلیم مکمل کرنی ہو گی، ان خوبیوں کا متحمل طالب علم علم دین کے اس دشوار اور طویل راستہ کو کامیابی سے مکمل کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ قابل، محنتی اور فرض شناس اساتذہ کو مسند تدریس پر بٹھایا جائے جن کے دل میں دین کی تعلیم کی محبت احیاء دین کی لگن ہو۔ وہ اساتذہ جو اپنے تلامذہ میں غزالی کا وجدان، ہجویری کا ذوق اور عطار کا سوز دیکھنے کے خواہش مند ہوں۔ جدید کتب بھی داخل نصاب ہوں۔ یہ کام مشکل تو ہے لیکن ایسا نہیں کہ جس پر قابو نہ پایا جاسکے۔ اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو بلاشبہ ایسے علماء تیار ہوں گے جو ملت کی کشتی کے لیے بہترین راہنما ثابت ہوں گے۔[14]

[12] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ 2009، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

[13] جمال کرم ج 1، ص 334،332

[14] جمال کرم ج 1، ص 335

☆ آپ اپنے ادارہ کے طلباء کو خود داری کا درس دیتے۔ آپ نے شہر کے تمام خاندانوں کو متنبہ کر دیا کہ کوئی طالب علم کسی کے گھر ختم پڑھنے نہیں جائے گا اگر کوئی از راہ محبت طلباء کرام کو کھانا کھلانا چاہتا ہے تو وہ اپنا کھانا جامعہ آکر پیش کرے گا۔ آپ نے فرمایا طلباء اللہ اور اس کے رسول کے مہمان ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر فرد ادارہ سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور طلبہ کی حد درجہ قدر کرتا۔[15]

☆ آپ فرماتے کہ حقوق مانگے نہیں جاتے حقوق چھینے جاتے ہیں۔ اپنے حقوق کو قابلیت کی بنا پر چھینو، یہ وہ حل ہے جس کے ذریعے آپ کامیاب ہو سکتے ہیں اور اپنے عمل اور اخلاق کی قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کے لیے محنت کرو۔[16]

☆ قرآن پاک کے مطالعہ کے لئے ضیاء القرآن شریف آپ کے مطالعہ میں ہونی چاہیے تاکہ آپ قرآنی تعلیمات کو مؤثر

طریقے سے پیش کریں۔ حدیث پاک کے اچھے ترجمہ کا انتخاب کرتے ہوئے لوگوں کی صحیح رہنمائی کریں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تصانیف کو بھی مطالعہ میں رکھیں کیوں کہ اس میں حکمتوں کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے اثرات بھی۔ اساتذہ کو خیال رکھنا چاہیے کہ تدریس ایک بابرکت شعبہ ہے تدریس کے وقت کوئی بھی سبق پڑھاتے وقت مطالعہ کے بغیر سبق نہ پڑھائیں۔ بہترین کارکردگی کے لیے مسلسل ٹیسٹ بھی لیے جائیں اساتذہ کو خیال رکھنا چاہیے کہ وہ وقت کا ضیاع نہ کریں۔ تھوڑے طالب علم پڑھائیں لیکن قابل ترین شاگردوں کی ٹیم تیار ہو۔ طلباء اور اساتذہ کے درمیان دوری اور اجنبیت نہیں ہونی چاہیے بلکہ محبت اور للّٰہیت کا ربط ہونا چاہیے۔[17]

پُر اثر انداز تربیت

فضائل اسرار احمد ماہنامہ ضیائے حرم میں لکھتے ہیں؛

---

[15] جمال کرم ج1، ص371

[16] جمال کرم ج1، س577

[17] جمال کرم ج1، ص580

دارالعلوم میں داخلہ کے وقت اگرچہ میرے بچپن کا زمانہ تھا لیکن اس کے باوجود قبلہ پیر صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت، آپ کا حسن کردار اور حسن سیرت روز بروز غیر مرئی انداز میں اثر کرتا رہا۔ آپ کی لطافت زبان، گفتگو کی مٹھاس محبت و شفقت کے ان گنت انداز اور تعلیم و تربیت کا ہنر، ہر بات کمال درجے کی تھی ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے زیادہ پر اثر اور جاذب قلب و روح تھا۔ ہزارہا مریدین متوسلین اور عام زائرین کے ساتھ دن بھر ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا تھا لیکن ماتھے پر کبھی شکن نہ آیا تھا بلکہ ہر ملاقاتی کے ساتھ چہرے کی شگفتگی اور مسکراہٹوں کا دل موہ لینے والا انداز، حال کا دریافت کرنا آپ کے اخلاق کا لازمی جزو تھا۔ مریدین کے قیام و طعام اور آرام کا خصوصی خیال رکھتے۔ غرباء، مساکین، فقراء، درویشوں اور متوسط طبقہ کے لوگوں سے زیادہ بندہ نوازی کا سلوک فرماتے۔ منزل کے حصول اور مقصد کو پالینے کے لئے سخت محنت اور ان تھک جدوجہد کے قائل تھے۔ آپ سستی اور سہل اندازی کو طلباء کے لئے سخت ناپسندیدہ قرار دیتے تھے اہل۔ اسلام بالخصوص علماء و طلباء کو خصوصی طور پر خون جگر جلانے اور مسلسل کام کرنے کی تاکید فرماتے۔ اپنے فارغ التحصیل فضلاء، علماء، اور زیر تعلیم طلباء کو اکثر کلام اقبال کے مطالعہ کا شوق و ذوق دلاتے اور ان کا خون حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے گرماتے اور نگاہ کی پاکیزگی کو ایمان کی علامت سمجھنے کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر زور دیتے۔[18]

☆ فضائل اسرار احمد ضیاء الامت کے فیض سے مہکتی یادیں عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں؛

مصر جانے کے بعد پاکستانی طلباء کی جانب سے آپ کے لئے افطار پارٹی رکھی گئی تاکہ ملاقات بھی ہو جائے۔ آپ نے طلباء کو بصیرت افروز پند و نصائح سے نوازتے ہوئے فرمایا

"انسان کی تخلیق مقصدیت کے تحت کی گئی ہے۔ آپ لوگوں کو حصول تعلیم کے لئے چن لیا گیا ہے اب اصل چیز جو تمہارے پیش نظر ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس غبار کی مانند نہ بنانا جسے ہوا کے تھپیڑے جس طرف چاہیں موڑ لیں یا اس تنکے کی مانند جو پانی کے رخ دریا پر بہتا چلا جاتا ہے بلکہ تم سب کو صاحب عزیمت بننا ہے جن سے لوگ مستقبل کے بارے میں رہنمائی حاصل کر سکیں۔ جن کے اعمال، امور، اور افعال سے آئندہ کی تعبیر کرتے ہیں صاحبان رفعت سے دنیا بھری پڑی ہے لیکن صاحبان عزیمت خال خال ہوتے ہیں مزید فرمایا کہ وقت کو غنیمت جانو کیوں کہ اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"۔19

اسی کے تحت لکھتے ہیں؛

---

[18] ماہنامہ ضیائے حرم، خصوصی اشاعت بر موقع سانحہ ارتحال صفحہ 87

[19] ماہنامہ ضیائے حرم اپریل 2001، ص89

جب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے مزار اقدس پر حاضری دی اور آپ کے شاگرد قاری منظور صاحب جو اس وقت جامعہ الازہر مصر میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر رہے تھے ان کے گھر پر موجود طلباء سے بات چیت کی جس کالب لباب یہ ہے کہ جوانی، وقت اور ماحول یہی وہ چیزیں ہیں جو کسی مقصد کے حصول کے لئے کافی ہیں اور ہمارے لئے یہ سب دستیاب ہیں۔ اگر ان سے استفادہ نہ کیا گیا تو یقیناً ہم لوگ خسارہ پانے والوں میں ہوں گے۔ آپ نے طلباء کی توجہ اس بات کی طرف بھی دلوائی کہ وہ اپنے مستقبل کی محفوظ اور منظم پلاننگ کریں اور انسان عظیم راہ پر اور عظمت کی بلندیوں پر اس طرح فائز ہو سکتا ہے کہ وہ انکساری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اگر یہ عجز و انکساری کی دولت نصیب ہو جائے تو باقی نعمتیں اس کی برکت سے نصیب ہو جاتی ہیں پھر فرمایا کہ سعودی لوگ اپنے بچوں کی صحت اور تعلیم کا خاص خیال رکھتے ہیں اور حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق ان کی تربیت کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیمی اور جسمانی صحت کا خیال رکھیں۔[20]

مردم شناسی

جناب طالب الہاشمی کو اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ اور صالحین کی سیرت نگاری کی توفیق عطا فرمائی تھی حضرت پیر کرم شاہ صاحب ان کی بے انتہا عزت اور قدر فرماتے تھے اور انہوں نے ماہنامہ ضیائے حرم میں کئی سال تک مضامین بھی لکھے حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی قدر شناسی اور اعزاز میں ان کو خط لکھا اور فرمایا؛

"مکرمت پناہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے رشحات قلم ضیائے حرم کی آبرو ہیں۔ ہمیں آپ کی قلمی تعاون کے ساتھ ساتھ رہنمائی کی بھی ضرورت ہے"۔

ایک اور خط میں ان کی ممنونیت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا؛

"آپ نے جن الفاظ کی طرف مجھے متوجہ کیا میں ان کے لیے بے حد ممنون ہوں۔ آپ کے تبصرے پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی اور میری فروگزاشت پر آگاہ کرتے رہیے گا۔ جب تعلق خلوص اور للّٰہیت کا ہو تو تکلفات کی گنجائش نہیں رہتی۔ ایک اور کارڈ پر تحریر فرمایا کہ محترم ومکرم ہاشمی صاحب آپ کی خصوصی عنایت پر ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں میں آپ کے کاشانہ پر حاضر ہوا تھا لیکن آپ دورے پر تھے ضیاء القرآن جلد اول پر آپ کا تبصرہ میرے لئے بصیرت افروز بھی ہے اور حوصلہ بخش بھی"۔[21]

---

[20] ماہنامہ ضیائے حرم اپریل 2001، ص 91،90

[21] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مارچ 2004 ص 7372

☆ دین کے طلباء کی قدردانی کے سلسلہ میں بعض اوقات ایسا طرز عمل اختیار فرماتے ہیں کہ دیکھنے اور سننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے۔[22]

مریدین کی تربیت

آپ مریدین کو وعظ و نصیحت فرماتے اور ذکر اذکار کے طریقے بتلاتے۔ تربیت پر خوب توجہ فرماتے۔ ہر ہفتہ میں جمعرات کے دن ایک پروگرام ہوتا اور آپ بنفس نفیس تشریف لاتے قرآن پاک کا درس دیتے اور حدیث طیبہ کے ایسے نکات بیان فرمایئے جن سے روح اصلاح ہوتی۔ اولیاء کرام کے ملفوظات سے بھی نوازتے اکثر یہ حدیث بیان فرماتے

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرءِ تَرْکُہٗ مَا لَایَعْنِیْہِ

آپ دل اور نگاہ کی پاکیزگی کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اگر نگاہ پاک ہے تو دل بھی پاک۔ کیوں کہ نگاہ کو اللہ تعالی نے دل کا پاسبان بنایا ہے آپ

شام کی نماز کے بعد دل صفائی قلب اور اخلاق حسنہ اپنانے کا درس دیتے۔ یہ بھی حکم فرماتے کہ سحری کے وقت اٹھ کر تہجد ادا کیا کرو اگرچہ دو

رکعت ہی کیوں نہ ادا کرو اس کا نام بھی تہجد پڑھنے والے لوگوں میں شمار ہو گا۔[23]

ساتھ ہی یہ شعر سناتے

؎ عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

مریدین کو احکام شرعیہ کا پابند بنانے کے لیے آپ انتہائی موثر اور دلکش انداز اپناتے تھے۔

اساتذہ کی تلاش اور فراہمی میں کردار

ہر دور میں قدردان شخصیات موجود رہتی ہیں کہ جو اپنے زیر انتظام اداروں کی ترقی کے لئے اہل علم کی تلاش میں رہی ہوں ان کی ہر ممکن کوشش ہی ہوتی ہے کہ زیادہ اہل علم ہماری درسگاہ میں طالبان دین کو تعلیم دیں۔ حضرت پیر کرم شاہ صاحب کا تعلق بھی انہی اصحاب عزیمت سے تھا آپ اساتذہ کے انتخاب اور طلباء کی تعلیم و تربیت میں بڑی دلسوزی سے کام لیتے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ملک میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی شاخیں علم کی روشنی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں

---

[22] جمال کرم ج3، ص279،

[23] ماہنامہ ضیائے حرم مارچ2009، ص774

۔ حضرت پیر صاحب وسعت نظر، وسیع مطالعہ، رسوخ فی العلم، متحمل وبردبار عاجزی وانکساری، شفقت، ادب اکابر رحمت اصغر کے اوصاف سے مزین تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبد العزیز ضیاء صاحب کو حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات کے لئے بلایا اور انہیں باقاعدہ بھیرہ شریف میں تدریس کی دعوت دی جس پر مولانا موصوف نے معذرت کی لیکن آپ کا اصرار بڑھتا گیا۔ مولانا کا ارادہ تھا کہ ندوۃ العلماء کی طرز پر ایک ادارہ بنایا جائے جس میں فارغ التحصیل طلبہ کو تصنیف و تالیف کی تربیت دی جائے جس پر حضرت پیر کرم شاہ صاحب نے فرمایا کہ بھیرہ شریف سے یہ کام باآسانی ہو سکتا ہے آپ وہاں مسلم شریف پڑھائیں۔ آپ کو وہاں لائبریری میں جگہ بھی ملے جو طلبہ جامعہ سے فارغ ہوں گے آپ ان کی تربیت کریں تو مولانا نے عرض کیا کہ حضرت دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف بالخصوص آپ کے زیر پڑھانا اور تدریسی خدمات انجام دینا میرے لئے باعث سعادت ہے۔[24]

غلطیوں کی اصلاح کا طریقہ کار

ایک بڑھیا جو کہ طلباء کے لیے لنگر پکا کر لاتی تھی کسی وجہ سے طلباء اس سے ناراض ہو گئے کھانے کا بائیکاٹ کر دیا رات اور دوسرے دن دوپہر کا کھانا بھی طلباء نے نہ کھایا آپ کے پاس جب معاملہ پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا کیوں کہ میرے طلبہ بھوکے ہوں تو میں کیسے کھانا کھا سکتا ہوں جب حضرت پیر صاحب کی محبت و شفقت کا یہ انداز دیکھا تو طلباء اپنے کئے پر نادم ہوئے اور اپنی غلطی کی معافی چاہی اور بڑھیا سے بھی صلح کر لی۔[25]

☆ ایک مرتبہ طلباء نے منفی سوچ کی وجہ سے کھانا کھانے سے انکار کر دیا جس پر مائی صاحبہ جو کہ کھانا پکاتی تھی اس نے پیر صاحب کو مطلع کر دیا آپ نے تمام طلباء کو اکٹھا کیا اور فرمایا

أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ[26]

کیا تم میں کوئی صاحب ہوش نہیں کہ ہم کس کے ہاتھوں کیسے استعمال ہو رہے ہیں۔ طلباء کہتے ہیں کہ ہمیں پورے دور طالب علمی میں یہی بات کافی ہوئی۔

☆ غلطیوں کی اصلاح کا طریقہ کار آپ ہفتہ وار بزم میں طلباء کو انکی نظریاتی کوتاہیوں کے بارے میں بھی آگاہ فرماتے تھے ساتھ ہی لفظی غلطیوں اور اشعار کی ادائیگی میں غلطی سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ ساتھ ہی ارشاد فرماتے کہ جب کوئی عالم دین قرآن پاک غلط

---

[24] تجلیات ضیاء الامت ص97،98

[25] تجلیات ضیاء الامت ص167

[26] سورہ ہود 11:78

پڑھے گا یا عربی عبارات میں کوتاہی کرے گا شعر غلط پڑھتا ہے تو سامعین کے دلوں میں اس کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ آپ لوگوں کا فرض یہ ہے کہ ان معاملات میں غلطی سے بچنے کی بہت زیادہ کوشش کیا کریں اگر آپ نے گھر جانا ہے تو ضرور جائیں لیکن یہ خیال رکھیں کہ آپ دارالعلوم کے نمائندے ہیں اگر آپ بہتر نمائندگی کریں گے تو مجھے خوشی ہوگی اور اگر غلط نمائندگی کریں گے تو اس سے آپ کا بھی نقصان اور ادارے کا
بھی نقصان ہوگا۔[27]

☆ آپ کی عادت تھی کہ طلباء کو باجماعت نماز کی تلقین فرماتے اور تاکید حکم فرماتے۔ آپ بعض اوقات ہاسٹل کے کمروں کا چکر لگاتے اور بلند آواز سے طلباء کو نماز کے لیے جماعت میں پہنچنے کا فرماتے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بعض طلباء رمضان شریف میں نماز تراویح کے وقت مسجد میں جانے کے بجائے اپنی ضروریات کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن پیر صاحب سے آمنا سامنا ہوا تو آپ نے پوچھا کہاں جارہے ہو طلبہ نے سچ بولنے کے بجائے ٹال مٹول سے کام لیا اور پھر مسجد کی طرف چل دیئے لیکن نماز شروع ہوئی تو پھر باہر نکل گئے جب آدھی تراویح ہو چکی تو پیر صاحب نے پوچھا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں جب ہم واپس آئے تو ساتھیوں نے بتلایا کہ آج حاضری لگی تھی جبکہ آپ حاضر نہ تھے۔ اب طلباء دوہرے مجرم ہو چکے تھے۔ جب صبح ندامت کی عالم میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا بیٹا جھوٹ کبھی نہیں چھپ سکتا اس وقت ہمارے لیے اتنی بات کافی ہوئی اور طلباء نے جھوٹ بولنے سے توبہ کر لی۔[28]

☆ تربیت کے مراحل میں آپ طلباء کو نظر انداز نہیں کرتے تھے کہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے بلکہ کے آپ اصلاح کا کوئی نہ کوئی موقع ضرور پیدا کرتے اور کسی نہ کسی طریقے سے اچھی راہ نکالتے تھے۔[29]

مستقل تربیت کا اہتمام

آپ اپنے مریدین کے پاس جب بھی تشریف لے جاتے ان سے یہ فرماتے کہ میں تم سے نذرانے بٹورنے نہیں آیا بلکہ تم مجھے نذرانے کے طور پر کوئی لائق بچہ دے دو میں اسے اپنے دارالعلوم میں پڑھاؤں گا اور اسے عالم دین بناؤں گا تاکہ وہ آکر تمہارے علاقے میں اسلام کی خدمت کرے۔ آپ ان بچوں کی تعلیم اور تربیت پر خصوصی توجہ دیتے اور فرماتے اگر ایک عالم دین

[27] جمال کرم ج3، ص284

[28] جمال کرم ج3، ص287

[29] جمال کرم ج3، ص287

بن جائے تو اس درگاہ سے لاکھوں افراد شریعت محمدی سے وابستہ ہو جائیں گے۔ اسی وجہ سے ہر عقیدت عصری علوم کے ساتھ دینی علوم بھی حاصل کرے تاکہ اس سے فیض یاب ہو کر صحیح معنوں میں اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکے۔[30]

اہل قلم کی فکری و ذہنی تربیت و ترغیب

آپ نے اپنے ایک شاگرد علامہ ریاض محمود صاحب کے نام خط لکھا اور فرمایا؛

"حضرت سیدنا فاروق اعظم اسلام کے عظیم فرزند ہیں جن پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بھی ناز ہے اور تاریخ ان کا ثانی پیدا نہیں کر سکتی۔ ہم نے وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ نے کی سیرت پر ایک خصوصی ایڈیشن شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ عوام کی خدمت میں ایک تاریخی دستاویز پیش کی جائے جس سے ان کے دل و دماغ روشن ہو جائیں۔ بدبخت لوگ حضرت فاروق اعظم کے بارے میں دریدہ دھنی اور مخالفت میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا سدباب ہو اور یہ لوگ اس سے باز آجائیں۔ ملک کے نامور فضلاء اور علماء کو مختلف موضوعات مقالہ لکھنے کی دعوت دی گئی میری خواہش ہے کہ آپ بھی اس میں حصہ لیں اور میں نے آپ کے لئے ایک عنوان تجویز کیا ہے آپ کوشش کریں آپ کا مقالہ تحقیقی اور ادبی شاہکار ہو اللہ آپ کی مدد فرمائے۔"[31]

تربیت اور اصلاح کے لیے خط

حضرت پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں جن میں حضرت حافظ احمد بخش (اور ان کے دو ساتھی شریک تھے) آپ کو فرمایا؛

"آپ نے اپنے کوائف سے آگاہ نہیں کیا۔ خدا کرے کہ آپ اپنے وقت کی قدر کر رہے ہوں اور تعلیم کے حصول میں دن رات مگن ہوں۔ آپ قابل اساتذہ کی خدمت میں رہ کر اپنی صلاحیتوں کو جلا بخشیں اور واپس آکر دارالعلوم میں ذمہ داریاں پوری طرح سنبھالیں۔ اپنے تعلیمی احوال کے بارے میں بھی مجھے تفصیل سے آگاہ کریں کہ آپ تعلیم کے علاوہ کیا کیا کر رہے ہو۔ آپ نے کہیں خطابتیں بھی سنبھالی ہیں یا نہیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو اس پر مجھے مطلع کر دیں۔"[32]

---

[30] تجلیات ضیاء الامت ص29

[31] جمال کرم ج3، ص538

[32] جمال کرم ج3 ص530

اساتذہ کی تلاش اور فراہمی پر خصوصی توجہ

ایک مرتبہ آپ نے حضرت حافظ احمد بخش جو کہ آپ کے قابل قدر عظیم اولین شاگردوں میں سے ہیں آپ نے ان کو خط لکھا اور فرمایا کہ؛

"تمام حالات سے آگاہی ہوئی مجھے بڑی خوشی ہو گی اگر آپ معاشیات اور سیاسیات کی تعلیم کی ذمہ داری اٹھالیں۔ آپ موسم گرما کی تعطیلات تک ادارہ میں کام کرتے رہیں۔ مشکل مباحث کی تیاری کرتے رہیں۔ ان دو مضامین کی تدریس بھی آپ خود کریں۔ انگلش کے لیے نئے استاد کی ضرورت پڑے گی۔"[33]

محققین طلباء کے لئے تحقیق میں جدت وندرت کے اصول سے آگاہی

آپ اپنے ایک فاضل شاگرد کو تحریر و تقریر اور تدریس پر رغبت دلاتے ہوئے پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں؛

"عزیز القدر عبد اللطیف چشتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! سے آپ کا مضمون پڑھا آپ نے جس فصاحت و بلاغت سے اپنا مافی الضمیر بیان کیا ہے۔ آپ کا ارسال کردہ مجلہ جس میں آپ کا مضمون شائع ہوا ہے موصول ہوا۔ مولا کریم آپ کی صلاحیتوں کو مزید نشو و نما عطا فرمائے اور آپ کا زور قلم دین کی خدمت کے سلسلہ میں تاریخی کردار انجام دے۔ ثم آمین۔ اللہ تعالی نے آپ کو جو گراں قدر صلاحیتیں عطا فرمائیں ہیں ان کی نشو و نما میں رات دن کوشش کریں۔ یہ فرصت کے لمحے شائد آپ کو پھر میسر نہ آئیں مختلف نوعیت کی مصروفتیں آپ کے لئے چشم براہ ہیں اور ہر مصروفیت اپنی اہمیت کے لحاظ سے اولین ترجیح کی مستحق ہو گی۔ اس لئے فرصت کے چند ماہ وسال جو آپ کے پورے اختیار میں ہیں ان کو اپنی قابلیت تقریر و تحریر میں مہارت حاصل کرنے کے لئے وقف کریں۔

امید ہے آپ کے دوسرے بھائی بھی رات دن محنت کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو علم و حکمت کے آسمان کا مہر تاباں بنائے آپ کی روشن کرنوں سے اہل سنت وجماعت کا تاریک حال، درخشاں مستقبل میں تبدیل میں ہو جائے۔"[34]

نتیجۃ البحث:

1۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ایک مفسر، محدث، دور اندیش رہنما اور عظیم قاضی القضات تھے۔

2۔ آپ نے اپنی زندگی میں اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے ہر ممکنہ کردار ادا کیا۔

---

[33] جمال کرم ج3ص515

[34] جمال کرم ج3ص608

3۔ آپ نے جس فرد کو جس شعبے کے لئے منتخب کیا وہ اسی شعبہ و علم کا ماہر جانا گیا۔

4۔ آپ نے اپنی تصنیفی و تبلیغی مساعی سے امت محمدیہ کو بہرہ ور کیا، آپ کی شہرہ آفاق تصانیف و تالیفات اور روشن خدمات مسلم امہ کی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

5۔ آپ نے ایسے افراد تیار کئے جو کہ نہ صرف ملک پاکستان میں سماجی ورفاہی خدمات سرانجام دے رہے ہیں بلکہ بیرون ممالک میں مختلف سرگرمیوں کے اندر اپنی صلاحیتوں کالوہا منوا رہے جو کہ ملک پاکستان کے باعث افتخار ہے۔

سفارشات:

پالیسی ساز اداروں اور کسی بھی شعبے میں کامل افراد کی تیاری کے لئے جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تعلیمات کو اپناتے ہوئے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو کہ ملک وملت کے سنوارنے میں اپنا کرادار ادا کریں۔ تعمیر شخصیت کے حوالے سے پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تعلیمات اور احسن اسالیب کو ہر سطح پر متعارف و اجاگر کیا جائے تاکہ ملک پاکستان کو بالخصوص کسی بھی شعبے میں قحط الرجالی کو سامنا نہ کرنا پڑے۔